دجلِ قادیان

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفٰی۔ امابعد!

تمہید

آج کچھ متفرق باتیں عرض کرنی ہیں۔ مرزا غلام قادیانی کی عادت تھی کہ وہ مسلمانوں کو گالیاں نکالتا تھا۔ عیسائیوں کو گالیاں نکالتا تھا۔ ہندوؤں سے مناظرے کے بہانے ان کے کرشن کو گالیاں نکالتا تھا۔ اور وہ مقابلے میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دیتے تھے (نعوذ باللہ) اس میں شک نہیں کہ مرزا قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے دنیا میں کافر موجود تھے۔ اور مرزا (ملعون) کے مرنے کے بعد بھی دنیا میں موجود رہے لیکن پہلے کافروں نے بھی اتنی گالیاں نہیں بکیں اور نہ بعد والوں نے، جتنی مرزا کے زمانہ میں اسلام اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دی گئیں۔

لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ یاد آیا۔ مسلمانوں اور قادیانیوں کے درمیان ایک جگہ مناظرہ طے ہو گیا وہ جگہ ایسی رکھی گئی جس کے دائیں بائیں دونوں جانب اسٹیشن تھے۔ ان کے اسٹیشن ماسٹر قادیانی تھے۔ انہوں نے اپنے قادیانیوں کو آگاہ کر دیا کہ تم ایک دن پہلے پہنچ جاؤ اور جب مناظرہ کی تاریخ آئی تو انہوں نے گاڑیاں لیٹ کر دیں۔ مسلمان مناظر پہنچ

ہی نہ سکا۔ علاقے بھر کے لوگ اکٹھے ہوئے، بڑے پریشان کہ ان کے سارے مناظر آئے بیٹھے ہیں اور ہمارا کوئی بھی مناظر نہیں۔ مرزائی بڑے طعنے وغیرہ دیں۔ آخر ایک ماسٹر صاحب کھڑے ہو گئے کہ چلو اب وقت تو نکالنا ہے نا، تو میں مناظرہ کروں گا۔ لوگوں نے کہا کہ نہ تُو نے تو کبھی مناظرہ کیا نہ کبھی دیکھا، کہنے لگا کہ آج تو میں نے وقت نکالنا ہی نکالنا ہے۔ اب جب کوئی بھی مناظر نہیں تھا اور ایک جرأت کر رہا ہے تو لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے بھائی آپ بات کریں۔ مناظرہ کر لیں تو وہ کھڑا ہو گیا۔ پہلی باری اس کی تھی۔ اور دس منٹ وقت تھا۔ اس نے دس منٹ میں جو گالی اس کو آتی تھی وہ دے دی۔ اب مسلمان بیچارے پریشان منہ نیچے چھپائیں کہ دیکھو اس نے ہمیں ذلیل کر دیا۔ قادیانی بھی اشارے کریں کہ یہ ہے مسلمان، دیکھو گالیاں دے رہا ہے۔ لیکن اس نے اپنے پورے دس منٹ اسی کام میں صرف کر دیئے۔ بیٹھ گیا۔ اب قادیانی مناظر اٹھا اس نے کہا کہ مسلمانو! تمہارے پاس کوئی شریف انسان نہیں ہے؟ جس کو مناظرے کے لئے لاتے، کس کو لائے ہو؟ جس نے تمہیں بھی ذلیل کر دیا۔ وہ ماسٹر صاحب اٹھے اور ناچنے لگے۔ الحمد للہ، الحمد للہ، الحمد للہ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ لوگ پکڑیں کہ کس بات پہ جیت گیا تو؟ وہ تو بس یہی کہے جا رہا تھا کہ میں جیت گیا۔ الحمد للہ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ میں جیت گیا۔ آخر لوگوں نے پکڑ لیا کہ بتا تو سہی کس بات پر تو جیت گیا؟ اس نے کہا کہ میں نے صرف دس منٹ گالیاں دی ہیں اور مرزائی مناظر نے فیصلہ دے دیا ہے کہ میں شریف انسان نہیں ہوں۔ تو ان کا نبی جو ستر سال گالیاں دیتا رہا وہ شریف انسان کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ کیسے شریف انسان ہوا کہ دس منٹ گالیاں دینے والا تو شریف انسان نہیں یہ فیصلہ خود ان کے مناظر نے کیا ہے۔ اور جس کی ساری عمر گالیاں دینے میں گزری ہے۔ تو وہ شریف ہو ہی نہیں سکتا۔ جب شریف انسان نہیں تو نہ وہ مجدد ہو سکتا ہے

کیونکہ سجدہ آخر شریف انسان تو ہوتا ہے نا، اور نہ وہ مہدی ہو سکتا ہے، نہ وہ مسیح ہو سکتا ہے، اب مسلمانوں نے سمجھا کہ ماسٹر صاحب نے واقعی اچھا کام نبھایا ہے۔ تو مقصد یہی ہے کہ اس کی اصل پہچان جو ہے وہ گالیاں نکالنا تھی۔

مرزے کے روپ

جسے مولانا ظفر علی خان صاحب نے فرمایا کہ گالی اس کی پہچان تھی۔ جھوٹ اس کا ایمان تھا اور کفر و شرک کی باتیں جو ہیں یہی وہ کرتا تھا۔ آپ نے سنا ہو گا کہ بعض لوگ بہروپیے ہوتے ہیں۔ یہ ایک مذہبی بہروپیہ تھا۔ عیسائیوں میں مسیح بن جاتا تھا۔ مسلمانوں میں امام مہدی بن جاتا تھا۔ ہندوؤں میں جاتا تو کرشن جی مہاراج بن جاتا تھا۔ سکھوں میں جاتا تو امیر الملک جے سنگھ بہادر بن جاتا تھا۔ یہاں اور روپ ہے وہاں اور روپ ہے، وہاں جا کے اور روپ ہے وہاں کا اور روپ ہے، بعض جگہ تو اس کی اچھی مرمت بھی ہوئی کہتا تھا کہ میں عیسائیوں کا مسیح ہوں۔

علامات مسیح علیہ السلام اور مرزا قادیانی

چنانچہ عیسائیوں نے اس کو مناظرے کا چیلنج دے دیا کہ بھئی مناظرہ کرو، امرتسر میں مناظرہ ہوا "جنگ مقدس" کتاب میں اس نے بھی خود اس کو ذکر کیا ہے اور کتابوں میں بھی مسلمانوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اب یہ کہتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں، عیسائیوں نے کہا کہ مسیح کی کچھ نشانیاں وہ ہیں جو قرآن، حدیث اور انجیل وغیرہ میں آئی ہیں۔ کچھ نشانیاں وہ ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ مردہ زندہ ہو جاتا ہے۔ انجیل میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ ایک شخص کا جنازہ جا رہا تھا اس کی والدہ مریم نگہت پیچھے روتی پیٹتی آ رہی تھی۔ اس نے درخواست کی کہ حضرت میرا یہ ایک بیٹا تھا جو فوت ہو گیا۔ مسیح علیہ السلام نے فرمایا

کہ چار پائی نیچے رکھو اور قم باذن اللہ کہا تو وہ مردہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اسی طرح ایک بیمار کوڑھی کو لایا گیا۔ کوڑھی تھا۔ مسیح علیہ السلام نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو کوڑھ کی بیماری سے شفا عطا فرمادی۔

تو امرتسر کے عیسائی بھی ایک کوڑھی لے آئے، ایک اندھا لے آئے، ایک لنگڑا لے آئے۔ ایک مردہ لے آئے کہ بھائی اگر تو مسیح علیہ السلام ہے تو آخر کوئی نشانی تو مسیح والی دکھا، یہ مردہ زندہ کر کے دکھا، یہ لنگڑا درست ہو جائے، یہ اندھا درست ہو جائے اور یہ جو کوڑھی ہے یہ صحیح اور تندرست ہو جائے تو ہم مانیں گے کہ واقعی تجھ میں مسیح علیہ السلام والی شرائط اور علامات ہیں۔ اس لئے چلو ہم آپ کو مسیح علیہ السلام مان لیں۔ اب مرزا قادیانی میں کیا تھا۔ کچھ بھی نہیں، اب جب اس کے آگے یہ مریض لائے گئے تو مرزا قادیانی نے بہانہ یہ بنایا کہ میں استخارہ کئے بغیر کوئی کام نہیں کرتا۔ آج رات استخارہ کروں گا، اگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اجازت دی تو پھر معجزہ دکھاؤں گا ورنہ میں معجزہ نہیں دکھا سکتا۔ انہوں نے کہا کہ اچھا استخارہ تو ہوتا رہے گا مسیح علیہ السلام کا ایک نقشہ تو نے اپنی کتابوں میں کھینچا ہے کہ مسیحؑ گالیاں دیتے تھے۔ مسیح علیہ السلام جھوٹ بولتے تھے۔ مسیح علیہ السلام کی تین نانیاں اور دادیاں زنا کار بدکار عورتیں تھیں تو کم از کم تم اپنی تین نانیوں اور تین دادیوں کے نام تو لکھوا دو، جو زنا کار اور بدکار عورتیں تھیں۔ کوئی نشانی مسیح علیہ السلام والی تو تم میں ملے جو تو نے اپنے قلم سے لکھا وہی اپنے میں دکھا دو۔

پتوکی میں مناظرہ

پتوکی میں مناظرہ تھا تو میں نے بھی یہی پیش کیا کہ مرزا قادیانی گالیاں دیتا تھا اور مسیحؑ کے بارے میں اس نے یہ لکھا تو ان کا مناظر کہنے لگا کہ یہ تو ٹھیک ہے کہ مسیح علیہ

السلام گالیاں دیتے تھے، آپ نے اگر انجیل پڑھی ہو تو آپ کو پتہ چلے گا، میں نے کہا اچھا آپ انجیل سے نکال کر دکھائیں۔ اس نے کہا کہ دیکھ لکھا ہے یوحنا کی انجیل میں کہ یہودیوں کے فقیہ اور فریسی جیسے ہمارے ہاں کچھ علماءِ ظاہر ہیں کچھ علماءِ باطن ہیں۔ یہود میں بھی اس طرح کے آدمی تھے وہ علماء آئے اور انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے معجزہ مانگا تو مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زناکار لوگ مجھ سے نشانیاں مانگتے ہیں تو انہوں نے اس کو زناکار جو کہا یہ گالی ہے یا نہیں؟ ساتھ ہی مجھے کہنے لگا کہ اگر میں تجھے کہوں کہ تو زناکار ہے، تو گالی ہوگی یا نہیں؟ میں نے کہا بالکل ہوگی میں تجھے کہوں پھر بھی ہوگی لیکن مسیح علیہ السلام نے گالی نہیں دی۔ وہ کہے جی زناکار کہا ان کو، میں نے کہا کہ آپ مجھے تو کہتے ہیں کہ آپ نے انجیل نہیں پڑھی، میں نے کہا آپ نے نہیں پڑھی، میں نے تو پڑھی ہوئی ہے اس کے پاس بائبل تھی میں نے پکڑ لی، میں نے کہا پورا واقعہ کیا ہے، واقعہ تو اصل میں یہ ہے کہ یہودی اور پریسی جو تھے فقیہ اور پریسی یہودیوں کے، وہ ایک عورت کو لے کر آئے کہ اس عورت کو عین حالت زنا میں ہم نے گرفتار کیا ہے تو اس پر آپ حد جاری کریں، شریعت کی حد کیا ہے؟ مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ تم میں سے جس نے کبھی زنا نہیں کیا وہ اس کو پتھر مارے، اب وہ سارے زناکار تھے کوئی پتھر نہ مارے، مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلا پتھر وہ مارے جس نے کبھی زنا نہیں کیا، اب وہ آہستہ آہستہ سارے کھسک گئے اور ایک بھی ان میں سے باقی نہ رہا۔ وہ عورت اکیلی بیٹھی رہ گئی۔ کچھ وقت بعد مسیح علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ زناکار لوگ مجھ سے نشانیاں مانگتے ہیں، تو ان کو زناکار ایک فیصلہ کی حیثیت سے کہا، جیسے ایک جج فیصلہ کرے کہ ان کا زنا ثابت ہو گیا ہے یہ لوگ زناکار ہیں، گالی اور چیز ہے اور فیصلہ جج کا اور چیز ہے، کسی کو ویسے کہہ دینا ”زانی ہے“ یہ واقعی گالی ہے لیکن یہ کہ اس کا

اعتراف جب پایا گیا کہ وہ واقعی سارے زناکار تھے اس کے بعد جناب مسیح علیہ السلام نے فیصلہ سنایا ہے، گالی نہیں دی۔ عجب بات ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو اس بات کا فرق بھی معلوم نہ تھا کہ فیصلہ کیا ہے اور گالی کیا ہوتی ہے؟ اس پر جب میں نے یہ حوالہ پیش کیا تو انہوں نے کہا جی آج ہماری تیاری مکمل نہیں ہے۔ دو مہینے آپ ہمیں مہلت دیں پھر ہم مناظرہ کریں گے۔ میں نے کہا دو مہینے کے بعد پھر مناظرہ نہیں ہوگا یہ پیشنگوئی میں لکھ دیتا ہوں اور میری پیشنگوئی بالکل سچی ہوئی۔ مرزے کی ساری پیشنگوئیاں جھوٹی تھیں۔

مرزا قادیانی کے مختلف روپ

تو مقصد یہ ہے کہ یہ جو عیسائیوں میں عیسیٰ علیہ السلام ''مسیح'' کا روپ اس نے دھارا تو انہوں نے اس کی اچھی خبر لی کہ تجھ میں نہ وہ نشانیاں موجود ہیں مسیح علیہ السلام کی جو قرآن پاک میں ہیں، نہ وہ جو انجیل میں ہیں، اور نہ وہ جو احادیث کی کتابوں میں ہیں اور نہ وہ نشانیاں ہیں جو تو اپنے آپ میں ثابت کرتا ہے اور جو تو نے اپنے قلم سے لکھی ہیں کہ مسیح گالیاں دیا کرتا تھا۔ مسیح جھوٹ بولا کرتا تھا اور مسیح علیہ السلام کی داویاں اور نانیاں اس قسم کی تھیں تو کیسا مسیح ہے؟ خیر اب مرزا اگلے دن آیا اور کہا کہ میں نے رات کو اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ مناظرہ بند کر دو، اس لئے آج کے بعد میں مناظرہ نہیں کروں گا۔ پندرہ دن تو مناظرے کے ہو گئے ہیں لیکن یہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ پندرہ دن کا مطلب پندرہ مہینے ہیں کہ جو مخالف مناظر ہے پندرہ مہینوں میں عیسائی مناظر مر جائے گا۔ بس سزائے موت ہاویہ میں گرایا جائے گا اور اس پر بھرپور زور دیا کہ اگر یہ میری پیشنگوئی پوری نہ ہوئی تو میں تمام یہودیوں سے بدتر ہوں گا، میں تمام بدکاروں سے بدتر ہوں گا، میرا منہ کالا کیا جائے مجھے پھانسی دی جائے، میں ہر سزا اٹھانے کو تیار ہوں اور

یہ اردو میں کتاب ہے، اردو کتابوں کو اس لئے چھپانے کی کوشش کرتے ہیں، جب بھی قادیانیوں سے بات ہوتو ہوتا کیا ہے کہ جی صرف قرآن وحدیث سے بات کرنی ہے، یہ نہیں کہ وہ قرآن کو مانتے ہیں بلکہ مقصد یہ ہے کہ کہیں مرزے کی کتاب سامنے نہ آجائے وہ اردو میں ہے، اس کو لوگ پڑھ کر مرزا کو پہچان لیں گے اس لئے مرزے کو چھپانے کے لئے قرآن وحدیث کا نام لیتے ہیں، تو یہ لوگ جو ہیں اسی انداز میں قرآن وحدیث کا نام لے کر اپنی باتوں کو چھپاتے ہیں، خیر اس کے بعد وہ پندرہ مہینے تو گذر گئے، حالانکہ عبداللہ آتھم مرتد تھا، نام دیکھو نا مسلمانوں والا ہے، تھا مرتد لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس مرتد کے مقابلے میں بھی اس (مرزا قادیانی) کو ذلیل کیا۔

مرزا مرتد سے بھی بدتر

جس کا مقصد یہ ہے کہ خدا کی بارگاہ میں یہ (مرزا) اس مرتد سے بھی زیادہ ذلیل ہے، اس نے پیشن گوئی تو کر وی اس کے بعد کوشش کی پہلے تو وہ چار سانپ پھینکوائے اس کے گھر میں کہ چلو کوئی سانپ لڑے گا یہ مرجائے گا، پھر حملہ کروایا، اس کا داماد آیا ہوا تھا۔ رات کو پیشاب کے لئے اٹھا تو دیکھا کہ کچھ آدمی دیوار پھلانگنا چاہتے ہیں۔ اس نے شور مچا دیا وہ بھاگ گئے۔ پھر جو آخری تاریخ تھی قادیانی مرزا اور اس کے سارے ماننے والے بیٹھ کر چنوں پر سورۂ فیل کا وظیفہ پڑھنے لگے کہ یا اللہ آتھم مرجائے، یا اللہ آتھم مرجائے، یا اللہ آتھم مرجائے، عبداللہ سنوری کہتا ہے کہ پھر وہ چنے مجھے دیئے گئے کہ کسی اندھے کنوئیں میں پھینک کر تین مرتبہ کہنا آتھم مرگیا، آتھم مرگیا، آتھم مرگیا، اور پھر واپس آجانا پیچھے مڑ کے نہیں دیکھنا۔ اب یہ بھی سارے پاپڑ بیلے لیکن ان پندرہ مہینوں میں آتھم کے سر میں درد بھی نہیں ہوا، مرتا تو کیا، اور پھر خود لکھتا ہے اپنی کتاب ''سراج منیر''

میں کہ وہ جو دن تھا وہ ایک میرے لئے بڑا پریشان کن دن تھا کہ پشاور سے لے کر کلکتہ تک ہر شہر میں عیسائیوں نے اپنی فتح کے جلوس نکالے، امرتسر میں آتھم کو ریڑھی پر بٹھالیا، آگے آگے لے جا رہے تھے پیچھے نعرے لگ رہے تھے، بہت سے اشتہار شائع ہوئے۔ ایک اشتہار کا عنوان یہی تھا کہ:

پنجہ آتھم سے رہائی مشکل ہے آپ کی توڑ ڈالے گا یہ آتھم اب نازک کلائی آپ کی

اس قسم کی نظم میں بھی نثر میں بھی جو کچھ ہو سکا اور بہت سے پادری اور عیسائی جو تھے وہ کالک لے کر منہ کالا کرنے کے لئے اس (مرزا غلام احمد قادیانی) کے دروازے پر جا بیٹھے، انہوں نے پھانسی بھی کھڑی کر لی، اس (مرزا قادیانی) نے لکھا تھا کہ میرا منہ کالا کرنا اور پھانسی پر لٹکانا۔ اس نے ''یا پولیس المدد'' پولیس کو اطلاع دی تو پادری اب کچھ نہیں کر سکتے تھے پولیس نے روک دیا۔

مرزا اور کسر صلیب

وہ بار بار یہی طعنہ دے رہے تھے کہ تو کہتا ہے کہ میں کسر صلیب ہوں، صلیب کو توڑنے آیا ہوں، آج یہ صلیب والی پولیس تجھے بچا رہی ہے، اگر یہ نہ آتی تو تو بچ نہیں سکتا تھا ہمارے ہاتھوں۔ تو اچھا کسر صلیب ہے کہ جب تک صلیب کی پولیس تیری حفاظت نہیں کرتی تیری جان ہی محفوظ نہیں ہے، تو اس لئے یہ بہروپ تھا جو اس نے عیسیٰ علیہ السلام کا دھارا اور عیسائیوں نے اس کی خبر لی۔

مرزا اور مهدی کا روپ

مہدی کا جب روپ دھارا تو کچھ مراثی پہنچ گئے اس کی خبر لینے، پتہ چلا کہ کوئی مہدی بنا ہے، وہ مدرسے میں گئے مولوی صاحب کے پاس کہ حضرت وہ حدیثیں لکھ دیں

جن میں امام مہدی کا ذکر ہے۔مولوی صاحب نے حدیثوں کا ترجمہ لکھ دیا، انہوں نے اچھی طرح دو چار مرتبہ مولوی صاحب سے پڑھا اور قادیان چلے گئے۔آگے مرزا غلام احمد قادیانی بیٹھا تھا، مراثیوں نے جا کے پوچھا کہ مہدی کہاں ہے، مرزا قادیانی نے کہا میں ہی مہدی ہوں، اچھا آپ ہی مہدی ہیں، ''جی ہاں'' اچھا یہ پھر حدیثیں پڑھ لیں، آپ ان حدیثوں کے مطابق ہی آئے ہیں ناں! امام مہدی کا نام محمد ہوگا، آپ کا نام بھی محمد ہے، مرزا خاموش رہا۔امام مہدی کی والدہ کا نام آمنہ ہوگا، آپ کی والدہ کا نام بھی آمنہ ہے، وہ خاموش۔امام مہدی کے والد کا نام عبداللہ ہوگا، آپ کے والد کا نام بھی عبداللہ ہے۔امام مہدی حسنی حسینی سید ہوں گے تو آپ بھی سید ہیں، یا مغل ہیں، مرزا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ایک مراثی نے کہا کہ اتنی لمبی چوڑی باتیں کرنے کا کیا فائدہ، اس نے کہا کہ چادریں بچھاؤ یہ حدیث میں لکھا ہے کہ امام مہدی اتنے سخی ہوں گے کہ کوئی غریب آئے گا تو اٹھ کر نہیں دیں گے بلکہ کہیں گے کہ چادر بچھالو اور یہاں سے بھر بھر کے لے جاؤ۔ مراثیوں نے کہا کہ ہمیں پتہ نہیں تھا سوچا ابھی پکا کر لو سچا امام مہدی ہے یا......؟ چھوٹی چادریں لائے ہیں۔ چادریں بچھانی شروع کر دیں اور کہا کہ یہ بھر دو ''روپوؤں'' کی، ہم یہ لے جائیں گے، اور پھر دوسروں کو بھیجتے جائیں گے اور اگلی دفعہ بڑی چادریں لے کر آئیں گے۔اب مرزا قادیانی نے ساری زندگی میں کبھی دو آنے کی زکوۃ نہیں دی، وہ مراثیوں کو کہاں سے دے، بڑا پریشان ہوا، آخر کہنے لگا کہ بھائی کوئی اور امام مہدی ہوگا جو دینے والا ہوگا، میری تو خود مہدیت چندے پر چلتی ہے، لوگوں سے چندہ مانگتا ہوں پھر گزارہ کرتا ہوں۔ مراثیوں نے کہا کہ ہمیں تو نہیں پتہ تھا کہ تو منگتا امام مہدی ہے، چندے مانگنے کے لئے آیا ہوا ہے، ہم تو یہ اللہ کے نبی کی حدیثیں پڑھ کر آئے کہ امام مہدی

دیں گے، آپ دینے والے امام مہدی نہیں، مانگنے والے امام مہدی ہیں۔ اب بات یہ ہے کہ ہمیں جانے کا کرایہ دے دو ہم چلے جاتے ہیں اور اعلان کرتے جائیں گے کہ یہ وہ امام مہدی نہیں ہے جس کا ذکر حدیثوں میں آیا ہے، یہ تو کوئی منگتا امام مہدی آگیا ہے کہ پیسے دینے کو تیار نہیں، کسی کو چادریں بھر کر کیا دے گا، یہ اب مرزا مراثیوں کے قابو میں آگیا کہ جیب سے کرایہ بھی دوں اور اعلان بھی مراثی کرتے جائیں کہ یہ وہ امام مہدی نہیں ہے، پیسہ بھی جیب سے دوں، آخر غصہ میں آکر کہا کہ نکل جاؤ یہاں سے، کوئی پیسہ نہیں ہے میرے پاس۔ انہوں نے کہا کہ ہم کہاں جائیں کرایہ تو ہمارے پاس ہے نہیں ہم تو اتنے ہی لے کر آئے تھے کہ امام مہدی کے پاس جارہے ہیں وہاں سے گٹھڑیاں باندھ کر لائیں گے، واپسی کے کرایہ کی کیا ضرورت ہے۔ ہمیں کیا پتہ تھا کہ تو منگتا امام مہدی ہے۔ مراثیوں نے کہا اچھا پھر آپ یہ تو اجازت دیں گے ناں کہ ہم آپ کی نقل اتار لیں اور لوگوں سے پیسہ پیسہ اکٹھا کر کے کرایہ تو بنالیں نا، ہم نے واپس بھی تو جانا ہے، کہا ٹھیک ہے اب وہ باہر بیٹھ گئے ایک کرسی پر بیٹھ گیا، ایک دائیں طرف بیٹھ گیا باقی سب سامنے بیٹھ گئے، ایک نے آدھا منہ کالا کرلیا اور ایک طرف ہو کے الگ بیٹھ گیا، ایک نے سارا ہی منہ کالا کرلیا اور ایک ٹوکرے کے نیچے چھپ کے بیٹھ گیا، تو جن کو قادیان کے بارے میں پتہ ہے قادیان کی ایک گلی میں مرزا کی دوکان تھی جھوٹی نبوت کی اور دوسری گلی میں ایک ہندو کی دوکان تھی اس نے اوپر بورڈ لگا رکھا تھا رب قادیان ''قادیان کا رب''۔ تھا ہندو، بس وہ دوکان پر بیٹھا رہتا جب کوئی قادیانی گزرتا تو شور مچاتا کہ جھوٹا ہے تمہارا نبی میں نے نہیں بنایا کیونکہ قادیان کا رب میں ہوں ناں، تمہارا نبی جھوٹا ہے میں نے نہیں بنایا، یہ قادیانی ساری عمر اس کا بورڈ نہیں اتروا سکے۔ عدالت میں درخواست بھی دی، ڈگلس کے سامنے

پیش بھی ہوئے، ڈگلس نے بطور سفارش کہا کہ چلو میرے کہنے سے آپ بورڈ اتار لیں، ہندو نے کہا اس کو بھی کہو یہ بھی اپنا بورڈ اتارے جو جھوٹی نبوت کا لگایا ہوا ہے، اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ انگریزی قانون میں جھوٹا نبی بننا کوئی جرم نہیں ہے۔

قادیان کا رب

اس نے کہا کیا جھوٹا رب بننا جرم ہے، مجھے وہ قانون دکھاؤ تو جرم تو وہ بھی نہیں ہے، پھر رہنے دو دونوں کو۔ اب یہ جو مراثی کرسی پر بیٹھا تھا یہ رب قادیان بن گیا، یہ جو ادھر بیٹھا تھا اس نے کہا جبرائیل ہاں رب جلیل۔ وہ رجسٹر لانا نبیوں کی حاضری لگالیں ذرا۔ اس نے ایک گتہ سا دے دیا، اب اس مراثی کو جو نام آتے تھے مثلاً آدم، حاضر جناب، موسیٰ حاضر جناب، نوح حاضر جناب، جو نام اسے آتے تھے وہ بولتا گیا اور جو سامنے بیٹھے تھے وہ حاضری بولتے گئے آخر اس کو جتنے نام آتے تھے اس نے بولے اور پھر گتہ جبرائیل کو واپس کر دیا۔ وہ جس کا آدھا منہ کالا تھا وہ کھڑا ہوا کہ جی آپ نے میری حاضری نہیں بولی، تو کون ہے کہاں سے آیا ہے؟ کہا جی میں مرزا غلام قادیانی ہوں، تجھے میں نے کب نبی بنایا تھا، کہا جی کچی میں نام ہوگا چلو پکی میں نہ سہی تو کہیں کچی جماعت والوں میں نام ہوگا۔ اس نے کہا نہ تیرا کچی میں نہ پکی میں، تو آیا کہاں سے؟ نہیں جی ہو گا، کہیں کسی گتے کے باہر لکھا ہوگا، اندر نہ ہی سہی، اتنے میں وہ جو ٹوکرے کے نیچے چھپا ہوا تھا سارا منہ کالا کر کے وہ شیطان بنا ہوا تھا وہ ٹوکرا اٹھا کے آگیا اور ہاتھ باندھ کے کھڑا ہوگیا کہ جی اگر جان بخشی ہو تو کچھ عرض کروں، کہا ہاں کیا کہنا چاہتا ہے، کہا کہ آپ نے ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بنائے تھے میں نے اعتراض کیا تھا؟ میں نے یہ ایک ہی بنایا ہے اور اس کا بھی آپ نے دل توڑ دیا، چلو دل رکھنے کے لئے کچھ تو کرتے نا۔ اب مرزا و کھ

رہا تھا سارا سین، جلدی سے دس کا نوٹ نکالا کہا کم بختو! یہاں سے نکل جاؤ دفع ہو جاؤ اور کوئی نقل نہ اتارنا بس اتنا ہی کافی ہو گیا ہے۔

تو مقصد یہ ہے کہ یہ بہروپیا روپ تو بڑے دھارتا تھا کبھی کچھ بن جاتا تھا کبھی کچھ بن جاتا تھا لیکن مہدی کے مسئلے پر مراثیوں نے اس کی اچھی خبر لی، اور ویسے اس کو سمجھنا بھی کوئی مشکل نہیں ہے۔ آدمی سفر میں ہوتا ہے کوئی بات چیت شروع کرتا ہے تاکہ سفر کٹ جائے اور ہمارے تبلیغی بھائی تبلیغ کا نمبر ہی شمار کرنا شروع کرتے ہیں تاکہ بات بھی ہوتی رہے۔ کوئی مولوی صاحب بیٹھے ہوں تو دین کی باتیں شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک مولوی صاحب بیٹھے تھے لوگ مسائل پوچھ رہے تھے، ایک قادیانی بھی ان میں بیٹھا تھا اسے بھی خارش ہو گئی مسئلہ پوچھنے لگا کہ مولانا مرزا صاحب کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں۔ مولانا سوچنے لگے کہ کس انداز سے بات شروع کروں تاکہ لوگوں کو بات سمجھ میں آئے۔ ایک دیہاتی بیٹھا تھا سامعین میں، اس نے کہا کہ مولانا اس کا جواب آپ نہ دیں میں جواب دیتا ہوں۔ ہاں بھائی! آپ نے پوچھا ہے کہ مرزا صاحب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ کون سے مرزا صاحب؟ تو دو مرزے مشہور گزرے ہیں۔ ایک مرزا صاحبہ کا عاشق تھا اور ایک محمدی بیگم کا عاشق۔ (دونوں رن مرید عاشقوں کا سن رکھا ہے) دونوں عورتوں کے عاشق تھے تو دو مرزے گزرے ہیں تو کس مرزے کے متعلق پوچھ رہا ہے۔ اب اس نے کیا پوچھنا تھا اس کا جواب تو اس نے ایک فقرہ میں پورا کر دیا۔ اب وہ تو پوچھے نہیں، وہ کہے عورتوں کے عاشق دو مرزے گزرے ہیں ہمیں اور کا علم نہیں اب وہ مرزائی تو نہ بولا مگر دوسرے کہنے لگے کہ دونوں کے متعلق کچھ کچھ بتا دیں۔ اس نے کہا میں نے کون سا گھنٹے دو گھنٹے کا درس دینا ہے، ہم تو پنجابی لوگ ہیں "سوہتھ رسہ تے سرے

تے گنڈھ'' کہتا ہے جو تھاناں صاحبہ کا عاشق، آدمی کم از کم تھا بہادر، برات آ کے بیٹھی ہوئی تھی اور وہ صاحبہ کو اٹھا کر بھاگ پڑا۔ اس کے بھائیوں نے تعاقب کیا اس کو مار دیا گولیوں سے تو چلو مردوں کی طرح مراناں بھائی؟ یہ جو تھاناں محمدی بیگم کا عاشق پرلے درجے کا بزدل تھا۔ ساری عمر چیختا رہا کہ عرش پر اللہ نے میرا نکاح پڑھ دیا ہے۔ یہاں مولوی صاحب جس کو جعراتی ملاں کہتے ہیں یہ نکاح پڑھ دے تو عدالت سے نہیں ٹوٹتا اور وہ کہتا تھا اللہ تعالیٰ نے میرا نکاح عرش پر پڑھ دیا ہے۔ لیکن کہتے ہیں جس طرح وہ بے غیرت تھا اس طرح اس کی امت بھی بے غیرت ہے۔ نکاح مرزا کے ساتھ ہوا اور رہی وہ ساری عمر ہمارے ہاں مسلمانوں کے پاس، جن کی ام المومنین تھی ان میں سے کسی کو غیرت نہیں آئی اور مرزا بیچارہ یہی پڑھتا پڑھتا مرگیا۔

ہم انتظارِ وصل میں وہ آغوش غیر میں
قدرت خدا کی درد کہیں اور دوا کہیں

وہ بیچارہ یہی شعر پڑھتا پڑھتا مرگیا، یہی اس کی کیفیت تھی تو بہر حال یہ ایک مذہبی روپ اس نے دھارا تھا تاکہ چندہ بھی مسلمانوں سے اکٹھا کرے کہ میں عیسائیوں سے مناظرہ کرتا ہوں اور مخالفت بھی اسلام ہی کی کرے، تو دیکھئے اختلاف جو ہوتا ہے اس کی بنیادی قسمیں تین ہوتی ہیں۔ ایک ہے کفر اسلام کا اختلاف، ایک سنت و بدعت کا اختلاف اور ایک اجتہادی اختلاف، یہ جو ہمارا اختلاف قادیانیوں کے ساتھ ہے یہ پہلے درجے کا اختلاف ہے یعنی اسلام اور کفر کا اختلاف ہے۔ بعض اوقات لوگ سمجھتے ہیں کہ اختلاف سنت و بدعت کا بھی ہوتا ہے شاید یہ ایسا اختلاف ہو۔ اختلاف آئمہ مجتہدین میں بھی ہوا تو شاید یہ اسی قسم کا اختلاف ہو لیکن یہ اختلاف پہلے درجے کا ہے اسلام اور کفر کا

اختلاف۔ ایک دفعہ قادیانیوں سے میرا مناظرہ ہوا اسی بات پر کہ یہ مسلمان ہیں یا کافر، مجھ سے انہوں نے پوچھا کہ تو قادیانیوں کو کافر کہتا ہے، تجھے کفر کی تعریف آتی ہے، میں نے کہا آتی ہے۔ کفر کی تعریف بتاؤ کیا ہے؟ میں نے کہا کہ دین کے وہ ضروری عقائد جو اللہ کے پاک پیغمبر ﷺ سے اتنے عظیم الشان اجماع سے پہنچے کہ سارے مسلمان پڑھے ہوئے، اَن پڑھ ان عقائد کو جانتے ہیں بلکہ کہتے ہیں کہ مسلمانوں کے لئے یہ ضروری عقائد ہیں، ان عقیدوں کو ضروریات دین کہا جاتا ہے۔ ان میں سے سب کو ماننا اس کا نام اسلام ہے ایمان ہے، اور ان میں سے کسی ایک کا انکار کر دینا یا اس کی باطل تاویل کر دینا کہ معنی اٹھ جاتے ہیں اس کا نام کفر ہے، تو وہ جلدی سے بولا کہ تیری بات غلط ہے عقل اور نقل دونوں کے خلاف ہے۔ میں نے کہا یہ بات وہی کہے گا جس کے پاس نہ عقل ہو نہ نقل ہو۔ اگر تیرے پاس کوئی عقل یا نقل ہے تو بیان کر، تیرے پاس عقلی دلیل کونسی ہے اسی چیز کے غلط ہونے کی اور نقلی دلیل کون سی ہے۔ میں نے کہا تو نے یہ دو الفاظ یاد کر لئے ہیں عقل اور نقل، لیکن خود تجھے پتہ نہیں کہ عقل کسے کہتے ہیں اور نقل کسے کہتے ہیں۔ وہ جس طرح کسی دیہاتی زمیندار کو شوق ہو گیا انگریزی پڑھنے کا۔ اس نے دو لفظ یاد کر لئے، ''یس''، ''نو''۔ جب بھی بولتا، ''یس''، ''نو'' تو کچھ دنوں بعد اس کے کھیت میں ایک لاش ملی پولیس اس کو پکڑ کر تھانے لے گئی۔ وہاں اس سے پوچھا کہ یہ قتل آپ نے کیا ہے؟ کہا، ''یس''۔ اس کا کوئی گناہ بھی تھا؟ کہنے لگا، ''نو''۔ جج نے پھانسی کی سزا سنا دی، جب پھانسی کا سنا تو رونے لگا کہ جی کس جرم میں پھانسی؟ کیا تو نے اس کو قتل نہیں کیا؟ کہنے لگا نہیں۔ پہلے پوچھا کوئی گناہ ہے تو تو نے ''نو'' کہا تھا۔ کہنے لگا کہ مجھے تو پتہ نہیں ''نو'' کا کیا معنی ہوتا ہے۔ اس جج بیچارے کو نہیں پتہ تھا ناں کہ یہ اس پنجاب کا رہنے والا ہے جس کے نبی کو اپنی

وحی کا ترجمہ بھی نہیں آتا تھا۔ ہندو لڑکی سے ترجمہ کرایا کرتا تھا، انگریزی میں جو وحی آئی تھی اس کی زبان پنجابی تھی۔ وحی کبھی فارسی میں آ گئی، کبھی عربی میں آ گئی، کبھی انگریزی میں آ گئی۔ اس لئے سائیں محمد حیات صاحب نے لکھا تھا:۔

پنجابی نبی تے وحی انگریزی وچ
ہر کم اس اوت دے اوت دا اے
دیسی ٹٹو تے ٹٹیاں خراساں دیاں
لتاں تریٹ دیاں تے تے سر پوت دا اے

قادیانی وحی

تریاق القلوب ص ۱۲۹ میں الہام ہے "دس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں، اس دن کے بعد موج دکھاتا ہوں۔ Then you will go to Amretser. آئل، بائل، شائل" دیکھو اردو سے الہام شروع ہوا پھر انگریزی میں پہنچا۔ اس کے بعد ایسی زبان میں ہوا جو مرزے کو ساری عمر آئی نہیں بالکل ایک لفظ بھی نہیں آتا۔ تو دیکھو جس کے الہامات ایسے تھے نہ کسی کو سمجھ ہے نہ کچھ۔

حضرت حکیم الامتؒ نے لطیفہ لکھا ہے کہ حج کے لئے کوئی پنجابی گئے۔ میاں بیوی دونوں آپس میں وہاں لڑ پڑے۔ اس نے غصہ میں ذرا اس کی پٹائی کر دی، وہاں مقدمہ بن گیا۔ اب جو گواہ دیکھنے والے تھے وہ بھی پنجابی۔ یہ میاں بیوی بھی پنجابی۔ وکیل اب گواہوں کو بیان یاد کرا رہا ہے کہ عدالت میں بیان عربی میں ہونا ہے پنجابی میں نہیں ہونا۔ تو مرد کی طرف اشارہ کر کے کہنا، ھذا، ھذا، عورت کو کہنا، ھذہ۔ تو چار مکے اس نے مارے ہیں تو چار کو عربی میں اربعہ کہتے ہیں، پانچ لاتیں ماری ہیں تو پانچ کو خمسہ کہتے

ہیں۔ اس بیچارے کو یاد کراتا رہا، رٹواتا رہا۔ یہاں عدالت میں پہنچے، جج نے پوچھا گواہ ہے، کہا جی ہے۔ ہاں بھائی دو گواہی۔ کہتا ہے ھذا ماری ھذی کو، ھذا ماری اس ھذی کو اربعہ بکے وخمسہ لاتیں۔ اب وہ بیچارہ دیکھے کہ بھائی یہ کیا کیا بیان ہو رہا ہے، بھائی گواہی کیا ہے تو وکیل نے کہا یہ اس علاقے کا رہنے والا ہے جہاں کے نبی پر وحی تین زبانوں میں آتی تھی۔ یہ تو ابھی وہ ہی بول رہا ہے اس لئے یہ بیچارہ معذور اور مجبور ہے۔ تو میں نے کہا اس نے "یس" اور "نو" یاد کئے ہوئے تھے۔ تو نے عقل اور نقل کا لفظ یاد کیا ہوا ہے تجھے تو نہیں معلوم عقل ونقل کیا ہے، اب مجھ سے سنو!

ماننے کے لئے پوری باتوں کا ماننا ضروری ہے اور کفر کے لئے کسی ایک کا انکار کرے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ تو میں نے کہا دیکھو پہلی مثال تو مسیلمہ کذاب کی ہے کہ مسیلمہ پنجاب (مرزا قادیانی) کی طرح مسیلمہ کذاب نے بھی ختم نبوت کا انکار کیا تھا، باقی ساری باتیں مانتا تھا تو کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس کی پہلے ایمانیات گنو پھر ایک کفر کو دیکھو اور اس کو مؤمن کہو۔ بالاتفاق اس کو کافر کہا۔ منکرین زکوۃ نے زکوۃ کا انکار کیا ان کو کافر کہا گیا قرآن پاک نے صاف لفظوں میں کہا، "وقالوا کلمة الکفر وکفروا بعد اسلامھم" کہ تھے وہ مسلمان اور اسلام کی ساری باتیں مانتے تھے ایک کلمہ کفر کا کہا اور ان کو کافر کہا گیا، شیطان سارے حکم مانتا رہا ساری عمر عبادت کرتا رہا (بس صرف اور صرف) ایک حکم کا انکار کیا تو "کان من الکٰفرین" اور وہ کافر قرار دے دیا گیا، میں نے کہا یہ تو نقلی دلائل ہیں اب عقلی سنئیں۔ یہ رومال ہے میرے ہاتھ میں اس کو پاک کرنے کے لئے شرط ہے کہ کوئی گندگی اس پر نہ لگی ہو، لیکن ناپاک کرنے کے لئے اگر کوئی کہے کہ ابھی صرف ایک نجاست لگی ہے باقی تو سینکڑوں نجاستیں باقی ہیں، جب ساری دنیا کی نجاستیں

اس کو نہ لگیں گی اس کو ناپاک نہیں کہا جائے گا۔ کوئی آدمی یہ بات مانے گا؟ پاک ہونے کے لئے تو پاکی کی ساری شرائط ضروری ہیں لیکن ناپاک ہونے کے لئے ایک ناپاکی لگنے سے یہ رومال ناپاک ہو جائے گا۔ میں نے کہا تندرست ہونے کے لئے ضروری ہے کہ صحت کی ساری شرطیں ہوں اور ایک بیماری نہ ہو لیکن بیمار ہونے کے لئے کبھی شرط نہیں لگی کہ ابھی ہیضہ، ٹی بی، دو چار بیماریاں ہیں اس کو بیمار نہیں کہا جائے گا ابھی تو سینکڑوں بیماریاں رہتی ہیں۔ جب ساری دنیا کی بیماریاں اس کو لگیں گی تب اس کو بیمار کہا جائے گا۔ یہ بحث ۵۳ء میں ہوئی تھی۔ جب قادیانیوں والی تحریک چل رہی تھی تو اصل میں جسٹس منیر نے یہ سوال چھیڑا تھا جو بھی جاتا اس سے پوچھتا کہ کفر کی تعریف کیا ہے۔

کفر و ایمان کی تعریف

ایمان کی تعریف کیا ہے اور پھر مذاق اڑائے یہ لوگ کہ یہ مولوی ہیں ان کو نہ کفر کی تعریف آتی ہے نہ ایمان کی، ویسے ہی کافر کافر کہتے رہتے ہیں۔ بڑی شورش تھی اخبارات میں جب یہ باتیں شائع ہوئیں تو حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی نے درخواست دی کہ مجھے طلب کیا جائے میں کفر و ایمان کی تعریف آپ کو سمجھاؤں گا، حضرت تشریف لے گئے۔ جج نے پوچھا انہوں نے یہی تعریف سمجھائی اچھی طرح کہ ایمان کہتے ہیں تمام ضروریات دین کو ماننا اور کفر کہتے ہیں: ضروریات دین میں سے کسی ایک کا انکار کرنا یا اس کی غلط تاویل کرنا، جب اچھی طرح بات سمجھائی تو بات سمجھ آ گئی تو یہ ویسے ہی کافر کہتے رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں ان کو پوری پہچان ہے کفر و اسلام کی لیکن تعریف کرنا ہر آدمی کا کام نہیں ہوتا۔ جتنی بات زیادہ پھیلائی جائے اس کی تعریف۔ جو ہے ناں وہ مشکل ہو گی کیونکہ تعریف جامع مانع ہوتی ہے ناں، اس کا ایک

حصہ جنس ہوتا ہے دوسرا فصل ہوتا ہے تا کہ جنس سے جامعیت آئے اور فعل سے مانعیت آئے تو تعریف مشکل ہوتی ہے۔ جج صاحب نے کہا میں یہ بات نہیں مانتا۔ حضرت نے فرمایا کہ اچھا آپ گلاس کو پہچانتے ہیں ناں، کہا جی ہاں! ذرا تعریف کریں اس کی جامع مانع۔ وہ مصیبت میں پھنس گیا۔ دیکھیں جس میں پانی پیتے ہیں۔ فرمایا اگر کوئی بوتل میں پانی پی رہا ہو اس کو بھی گلاس کہو گے؟ کولی میں پی رہا ہو، اس کو بھی گلاس کہیں گے۔ پھر کہا نہیں ویسے جس میں پانی پیتے ہیں۔ کہا اچھا میں یوں ہاتھوں کو جوڑتا ہوں کیا ہم گلاس سے پانی پی رہے ہیں؟ کہنے لگا وہ تو لمبا سا ہوتا ہے۔ مولانا نے فرمایا بوتل بھی لمبی ہوتی ہے۔ ایسی تعریف بیان کر کہ گلاس کے علاوہ اس میں کوئی اور چیز شامل نہ ہو سکے، اب اسے تعریف نہ آئے حضرت نے فرمایا جیسے تو نے علماء کا مذاق اڑایا ہے مجھے بھی حق ہے ناں کہ میں اخبار میں بیان دے دوں کہ پاکستان نے جج اس کو بنایا ہے جس کو گلاس کی تعریف نہیں آتی اس نے کہا جی تعریف تو مجھے نہیں آتی لیکن پہچان پوری ہے مجھے کہ یہ گلاس ہے۔ میں بھول نہیں سکتا، فرمایا اس طرح علماء اور مسلمانوں کو پوری پہچان ہے کفر اور ایمان کی لیکن تعریف ہر آدمی نہیں کر سکتا، اچھا پھر جج صاحب ذرا پاجامہ کی تعریف فرمادیں، اب وہ پھر مصیبت میں پھنس گیا کہنے لگا جو نیچے باندھا جائے فرمایا چادریں بھی نیچے ہوتی ہیں۔ انڈر ویئر بھی ہوتا ہے کئی چیزیں ہوتی ہیں، شلوار بھی ہوتی ہے اس طرح تعریف کرو کہ صرف پاجامہ رہے تعریف میں باقی سب چیزیں نکل جائیں، اب وہ کیا تعریف کرے بیچارہ۔ مولانا پوچھیں آپ کو پاجامہ کی پہچان ہے، وہ کہے بالکل پہچان ہے، فرمایا پھر تعریف کرو۔ کہا جی تعریف میں نہیں کر سکتا۔ مولانا نے فرمایا اب میں کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان نے جج اس کو بنایا جس کو پاجامہ کی تعریف کا پتہ نہیں۔

مقصد یہ ہے کہ یہ اختلاف ایمان وکفر کا اختلاف ہے،سنت وبدعت کا اختلاف نہیں اجتہادی اختلاف بھی نہیں اور اسلام کے جو ضروری عقائد ہیں ان کو ماننے کا نام اسلام ہے۔ جب میں نے یہ بیان کیا اب وہ قادیانی تھا کہنے لگا اچھا۔ مرزا کے کفر کی وجوہات کیا ہیں، میں نے کہا کہ شاید وہ آسمان کے ستاروں سے زیادہ ہوں، لیکن جب میں نے تعریف میں بیان کیا کہ وجہ ایک بھی ثابت ہو جائے تو آدمی کافر ہو جاتا ہے میں اس وقت چار وجہیں رکھوں گا اور وہ چار وجہیں وہ ہوں گی جن پر خود مرزا قادیانی کے دستخط کراؤں گا کہ مرزا قادیانی جو ہے اس نے بھی ان کو وجہ کفر مانا ہے سب سے پہلا انکارِ ختم نبوت، دوسرا دعویٰ نبوت، تیسرا توہین انبیاء علیہم السلام اور چوتھا تکفیر مسلمین سب مسلمانوں کو کافر کہنا یہ دو تین مہینوں کی بات ہے۔ ہمیں ایک جگہ جانا پڑا قادیانیوں سے مناظرہ کے لئے، وہ آئے پہلے جی موضوع طے ہو جائے، اب ان کی کوشش ہوتی ہے کہ مرزا کی کتابوں کا ذکر ہی نہ آئے، اچھا جی کیا موضوع طے ہے میں نے کہا موضوع یہی طے ہے کہ ہمارا عقیدہ ہے مسلمانوں کا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے میں کامل نجات ہے آپ ﷺ کے ساتھ کسی اور کو ماننا قطعاً ضروری نہیں بلکہ ماننا ہی نہیں چاہئے۔ جو آپ ﷺ پر ایمان لے آیا وہ پکا مؤمن ہے اور نجات اس کا حق ہے۔ یہ ہے ہمارا عقیدہ۔ اس لئے جو لوگ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ہم ان کو کافر کہتے ہیں میں نے کہا آپ بھی کہتے ہو نا کہ یہودی کافر ہے۔ جی ہاں، میں نے کہا آپ بھی کہتے ہیں کہ عیسائی کافر ہیں، کہا جی ہاں، میں نے کہا کیوں؟ کہا جی وہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے، میں نے کہا آپ بھی کہتے ہو کہ مجوسی کافر ہیں، کہا جی ہاں کافر ہیں، میں نے کہا سکھ کافر ہیں، کافر ہیں میں نے کہا کیوں؟ کہنے لگا حضور پاک صلی اللہ

علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ۔ میں نے کہا پتہ چلا کہ یہ اس لئے کافر ہیں کہ ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لاتے ایک کفر اس سے بڑا ہے جی وہ کونسا، یہودیوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا کلمہ نہیں پڑھا لیکن کسی اور کو محمد رسول اللہ ﷺ نہیں بنایا، عیسائی کافر ہیں اس لئے کہ ہمارے نبی پر ایمان نہیں لائے لیکن عیسائیوں نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں کسی اور کو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیں بنایا۔ سکھوں نے نہیں بنایا۔ اس لئے قادیانیوں کا کفر عیسائیوں کے کفر سے بڑا ہے۔ یہودیوں کے کفر سے بڑا ہے۔ ہندوؤں سکھوں کے کفر سے بڑا ہے انہوں نے ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں باقاعدہ ایک محمد رسول اللہ بنا لیا اور ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نجات کے لئے کافی وافی ہے جبکہ تمہارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی ساری باتوں کو ایک آدمی مانے، نمازیں پڑھے، حج کرے، جہاد کرے سارے عقیدے اس کے صحیح ہوں لیکن مرزا کو نہیں مانتا تو وہ کنجری کا بیٹا ہے، ان کے مرد خنزیر ہیں، ان کی عورتیں کتیوں سے بدتر ہیں حالانکہ وہ اللہ کے نبی ﷺ کو مان رہا ہے۔ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر تمام ضروریات دین پر اس کا ایمان ہے، تہجد گزار ہے بہت نیک اور با اخلاق انسان ہے، صرف مرزا کو نہ ماننے کی وجہ سے، اب چونکہ یہ حوالے بھی مرزے کی کتابوں سے پیش کر رہا تھا۔ کہنے لگا آپ الزامات لگاتے ہیں میں نے کہا جی کتابیں حاضر ہیں، اب میں نے ''ایک غلطی کا ازالہ'' جب نکال کر رکھی ''محمد رسول اللہ والذین معہ'' اس وحی الٰہی میں مجھے محمد کہا گیا اور رسول بھی ''خطبہ الہامیہ'' رکھا کہ جس نے مجھ میں اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم میں فرق سمجھا اس نے مجھے نہیں پہچانا، جب میں نے دو چار حوالے پیش کئے تو مجھے کہتا ہے جی پیچھے سے پڑھو نا پیچھے سے، آگے

سے بھی پڑھو پیچھے سے بھی پڑھو، میں نے کہا قادیانی مناظر کے اصول ہی دو ہیں تیسرا ہے ہی نہیں اگر کتاب نہ ہو تو شور مچاتے ہیں، کتاب دکھاؤ جی کتاب دکھاؤ اور اگر کتاب ہو تو دس صفحے پیچھے پڑھو دس صفحے آگے پڑھو تا کہ آگے پیچھے پڑھتے ہوئے بات ہی ان کو بھول جائے کہ اصل بات شروع کہاں سے ہوئی، میں نے کہا یہ دو اصول ہیں قادیانیوں کے پاس، تیسرا کوئی اصول ہے ہی نہیں، میں نے کہا ''چلو ایک غلطی کے ازالہ'' کے دو صفحے پڑھیں اب جب اس نے پڑھنا شروع کیا اور وہاں تک پہنچا تو جتنے لوگ بیٹھے تھے وہ سارے کہنے لگے کہ بات تو یہی ہے جو مولانا نے کہی تھی ناں کہ مرزا نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور تم اس کو مانتے ہو۔ پھر تو نے اتنا ہمارا وقت بھی ضائع کیا کہ آگے سے پڑھو پیچھے سے پڑھو، یہ کرو وہ کرو، یہ بات صاف ہے اور اردو میں لکھی ہوئی ہے، کہا یہ کوئی موضوع نہیں ہے، موضوع یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھا رکھا ہے اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین میں دفن کر رکھا ہے، کتنی بڑی توہین ہے یہ بات ہے، میں نے کہا اس میں کیا ہوگا فائدہ۔ کہنے لگا جی ان کو آسمان پر بٹھایا ہوا ہے۔ میں نے کہا اگر مسلمانوں نے ان کو آسمان پر بٹھایا ہے۔ تو مرزا نے موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر بٹھایا ہوا ہے زندہ، اب جو تو پڑھے گا ازالہ اوہام سے آیت اس سے موسیٰ علیہ السلام کو نکالنا ہے، میں بعد میں عیسیٰ علیہ السلام کو نکال دوں گا۔ بات تو یہی ہوگی ناں اور اس سے زیادہ کیا ہوگا، مجھے کہتا ہے جیسے مرزا صاحب نے موسیٰ علیہ السلام کو زندہ مانا ہے اگر ایسے آپ عیسیٰ علیہ السلام کو مانتے ہیں تو جھگڑا ہی نہیں۔ میں نے کہا کیسے زندہ مانا ہے، کہا جی وہ جسم مثالی میں زندہ مانتے ہیں، اس جسم کے ساتھ زندہ نہیں مانتے، دیکھا اس نے تاویل کر لی فوراً لیکن کتابیں ہمارے پاس تھیں میں نے ''نور الحق'' نکال کر رکھ دی ترجمہ بھی ساتھ تھا میں

نے کہا یہ اس موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جنہوں نے کسی اور عورت کو منہ نہیں لگایا صرف اپنی والدہ کا دودھ پیا۔تو جسم مثالی دودھ نہیں پیا کرتا۔ یہ ان موسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جن پر تورات نازل ہوئی تو میں نے کہا جسم مثالی پر تورات نازل نہیں ہوتی۔ اسی جسد عنصری پر تورات نازل ہوتی ہے۔ یہ وہی موسیٰ علیہ السلام ہیں جن کے سلسلے کا خاتم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو قرار دے دیا ہے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جسد عنصری والے موسیٰ علیہ اسلام کے خاتم ہیں نہ کہ جسم مثالی والے موسیٰ کے۔ اب تو وہ بڑا پریشان اسے کیا پتہ تھا کہ اس نے بات اس طرح واضح کر دینی ہے "تحفہ گولڑویہ" میں نے کھولی اس میں اردو نوٹ پڑھوایا یہی تو میں نے کہا چلو کس بات پر تم نے موسیٰ علیہ السلام کو بٹھایا ہوا ہے، کہتا ہے۔ جی کہ بس یہ جو کافر کافر کہتے ہو نا اس میں ذرا نرمی کریں میں نے کہا یہ تو اتفاقی بات ہے اس میں تو اختلاف ہی کوئی نہیں، اختلاف صرف اس بات پر ہے کہ مرزا کی زندگی کا کونسا حصہ کفر والا ہے۔ آپ بھی مانتے ہیں کہ مرزا نے لکھا کہ حیات مسیح کا عقیدہ شرکیہ عقیدہ ہے، پہلے وہ خود مانتا رہا کہ عیسیٰ علیہ السلام حیات ہیں اور انہی کتابوں میں لکھتا رہا اس نے کہا وہ ایسا لکھتا رہا کہ مسلمانوں سے سن سنا کر۔ میں نے کہا جی وہ ایسی ویسی کتاب نہیں ہے میں نے آئینہ کمالات اسلام اٹھائی، میں نے کہا دیکھو یہ کتابیں ہیں اس میں براہین احمدیہ بھی ہے اس میں توضیح المرام بھی ہے۔ جس میں آسمان پر جانا نبیوں کا اور ان کتابوں کا نام لکھ کر آگے لکھتا ہے کہ ان کو مسلمان قبول کرتے ہیں مگر کنجریوں کی اولاد قبول نہیں کرتی۔ تو مرزا کی کتاب سے ثابت ہو گیا کہ جو مسیح علیہ السلام کو زندہ نہیں مانتا وہ کنجری کا بیٹا ہے یہ تو مرزا کی کتاب سے ثابت ہے اور اگر اس (حیات عیسیٰؑ کے ماننے) کو شرک کہتا ہے تو بھی منکر قرآن ہے۔ فرق یہی ہے تیرے نزدیک مرزا اس زمانہ تک قرآن کی تیس آیتوں کا منکر تھا

اور قرآن کا منکر کافر ہوتا ہے یا نہیں ہوتا۔ اب لوگوں نے کہاہاں جی ہوتا ہے تو میں نے پھر کہا وہ زمانہ بھی کفر کا ہے بعد والا زمانہ بھی کفر کا ہے اب بہر حال اس میں اتفاق ہے کہ تھا وہ کافر۔ اب پہلے وہ لکھتا تھا کہ حضرت آخری صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ بعد میں کہتا ہے کہ قرآن میں ہے کہ نبی آسکتا ہے، اب پہلے زمانہ میں وہ ان آیتوں کا انکار کرتا تھا ناں آپ کے عقیدے کے مطابق، ہمارے عقیدے کے مطابق بعد میں اس نے قرآن کی آیتوں کا انکار کیا تو وہ بہر حال منکر قرآن ہے اس لئے اس کا کفر تو آپ کے ہاں پکا سکہ بند کفر ہے، اور ہمارے ہاں بھی پکا کفر ہے، کفر سے اس کو کوئی نہیں نکال سکتا، ہاں زمانے میں اختلاف ہے کہ کفر کا زمانہ اس کا کونسا۔ آپ کہتے ہیں کہ وہ پہلا زمانہ ہے، ہم کہتے ہیں کہ بعد والا زمانہ ہے، اس لئے کفر کی طرف سے تو آپ نہ گھبرائیں۔ یہ تو مرزا کے ساتھ ایسے لازم ہے جیسے سورج کے ساتھ روشنی، رات کے ساتھ اندھیرا، بلکہ یہ مثال دینی چاہئے تو میں نے کہا یہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا تو مقصد یہی ہے اس پر جب اس نے دیکھا کہ یہاں تو اس نے مجھے جلدی پکڑ لیا موسیٰ علیہ السلام والا حوالہ دے کر اور واقعی میں پڑھوں گا تو یہ کہے گا کہ موسیٰ علیہ السلام کو نکالو پھر میں بعد میں بات کرتا ہوں پھر گھبرا گیا، کہتا ہے خاتم النبیین کا معنی کرو، کیا ہوتا ہے خاتم النبیین کا، میں نے کہا وہی جو مرزا نے خاتم اولاد کا کیا ہے وہ تو تیرا نبی بتا گیا ناں کہ مرزا نے جو کہا کہ میں بعد میں سب سے آخر میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہوں، اس لئے میں اپنے والدین کے لئے خاتم اولاد ہوں۔ اس طرح جو نبی اس دنیا میں سب سے آخر میں پیدا ہوا ہے وہ خاتم النبیین ہے ان کے بعد کوئی نبی کسی ماں کے پیٹ سے قیامت تک پیدا نہیں ہوگا، میں نے کہا ختم نبوت کا معنی تو واضح ہے اردو میں لکھا ہے مرزا نے، اور تجھے اس کا بھی پتہ نہیں۔ اب کبھی ادھر دیکھے اور کبھی اُدھر، یہ موضوع

تو نہیں ہے ناں، میں نے کہا کفر وایمان کوئی موضوع نہیں ہے تیرے نزدیک۔ میں نے کہا عجیب بات ہے آخر کتابیں سمیٹیں اور اٹھ کے باہر نکلا۔ لوگوں نے کتابیں چھین لیں دیکھا کہ اس میں تھا کیا، ایک الہام الرحمٰن تفسیر ایک فتح محمد جالندھری کا ترجمہ ایک احمدیہ پاکٹ بک ایک دو اور کتابیں تھیں جس میں حیات مسیح کے کچھ حوالے تھے ان کی کتابیں مرزا قادیانی کی، مرزا محمود وغیرہ کی۔ تو مقصد یہ ہے کہ لوگوں کا طریقہ کار یہی ہوتا ہے۔

دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں وہ اپنے بانی کو سب سے پہلے آگے لاتے ہیں کہ یہ ہیں ہمارے بانی ان کو دیکھو لیکن قادیانی جو ہیں یہ سب سے زیادہ اسی کو چھپاتے ہیں وجہ یہ ہے، کہ اس میں جو خامیاں ہیں کفریات اور گندی گالیاں ہیں ان کو پتہ ہے کہ یہ ایک نہایت متعفن لاش ہے، خود مرزا کا اپنا اعتراف ہے 'وما انا الا مثل ذاق یعفر'' اعجاز احمدی صفحہ ۴۰۔ اور میں نہیں مگر ایک سرگین کی طرح جو مٹی میں ملایا جاتا ہے۔ اعجاز احمدی کے اشعار میں لکھتا ہے کہ میں تو گندگی کا ڈھیر ہوں جس کو اوپر سے ڈھانپا ہوا ہے۔ جب مرزا کا اپنا اعتراف یہی ہے، پھر ایک سے میں نے پوچھا بھئی، اصل بات یہ ہے جھوٹے بھی دنیا میں گزرے ہیں سچے بھی گزرے ہیں۔ مرزا کے بارے میں یہ پتہ لینا کہ وہ تھا کیا، یہ بڑا مسئلہ ہے وہ کبھی مرد بنتا ہے کبھی عورت بنتا ہے کبھی ہندو بنتا ہے، کبھی سکھ بنتا ہے، کبھی عیسائی بنتا ہے، کبھی درخت بنتا ہے، کبھی پتھر بنتا ہے حجر اسود کا، کبھی کہتا ہے میں مجدد ہوں، کبھی کہتا ہے کچھ ہوں، مجھے کہنے لگا دیکھو جی بات یہ ہے کہ ٹھیک ہے مرزا صاحب نے بہت سے دعوے کئے ہیں لیکن آخری دعویٰ مانا جاتا ہے۔ آخری دعویٰ، تو جیسے انسان پرائمری پڑھتا ہے پھر مڈل میں جاتا ہے پھر میٹرک میں جاتا ہے پھر ایف اے، بی اے کرتا ہے، ایم اے کرتا ہے، تو آخری درجے کی تعلیم مانی جاتی ہے نا اس کی، تو اس لئے یہ

پہچاننے کے لئے سب سے زیادہ ضروری ہے کہ مرزا صاحب کے دعوے ترتیب وار تھے، آخری دعویٰ تلاش کیا جائے میں نے کہا وہ آخری دعویٰ اس پر تو میرا بھی ایمان ہے، کیونکہ مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم اس کا ضمیمہ یہ مرزا نے آخر میں لکھا ہے اور وہ اس کے مرنے کے بعد چھپا اس نے اس میں اپنا آخری دعویٰ بیان کیا ہے۔

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

کہ میں مٹی کا کیڑا ہوں، بندے دا پتر نئیں میں، نہ آدم زاد ہوں، ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار، کہ میں انسانوں کی شرم کی جگہ ہوں۔ میرا ایک شاگرد تھا قادیانیت کے مسئلے میں تو بعض اوقات شاگرد بھی استاذوں سے مناظرہ شروع کر دیتے ہیں، مجھے کہنے لگا کہ پڑھا ہوا کچھ نہیں تھا مرزا، میں نے کہا نہیں حافظ صاحب پڑھا ہوا تھا، وہ کہے، میں نے کہا اس نے لکھا ہے "چشم معرفت" میں کہ آریوں کا پرمیشر ناف سے دس انگل نیچے ہے، آخر وہ ماپ سکتا ہے گن سکتا ہے تو دس انگلیاں گنی ناں اس نے، تو وہاں تو یہ لکھا کہ آریوں کا پرمیشر ہے لیکن براہین احمدیہ میں اپنے بارے میں یہی کچھ لکھا کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

ان دنوں مجھے میرا شاگرد کہنے لگا کہ دیکھو فرعون کا بھی ایک خواب سچا ہوا، نمرود کا بھی ایک خواب سچا ہوا، اس کا تو کوئی خواب بھی سچا ہوا ہی نہیں، یہ تو اس سے بھی گیا گزرا ہے، بات تو ویسے یہ بڑی وزنی ہے لیکن میں نے کہا کہ اس سے مجھے اتفاق نہیں، اس کے دو کشف سچے ہوئے ہیں، لیکن اس سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا جیسے فرعون کا خواب

سچا ہونے سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا، نمرود کا خواب سچا ہو جانے سے اس کا سچا ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ خود مرزا لکھتا ہے کہ بدکار اور کنجریاں جو ہیں وہ اس رات بھی سچے خواب دیکھتی ہیں جب انہوں نے بدکاری کی۔ تو سچا تو ثابت نہیں ہوتا لیکن جیسے فرعون کا ایک خواب سچا ہوا اس کا بھی ایک کشف سچا ہوا، مجھے کہنے لگا ایک بھی سچا نہیں ہوا۔ میں نے کہا تذکرہ نمبر ۴۳۵ اٹھا کے لاؤ تو میں نے کشف دکھایا کہتا ہے میں نے کشف میں دیکھا کہ میں جنگل میں بیٹھا ہوں اور میرے اردگرد صرف بندر اور خنزیر ہیں اور کوئی نہیں، تو میں نے کہا آپ کو قادیانیوں کے بندر و خنزیر ہونے میں شک ہے؟ اس نے صاف بتایا کہ میں نے کشف میں یہی دیکھا ہے کہ اس کے اردگرد اس کے ماننے والے بندر و خنزیر ہیں، میں نے کہا یہ کشف تو صحیح معلوم ہوتا ہے، تو کم از کم یہ کشف بھی مرزا قادیانی کا صحیح نکلا ہے تو اس میں تو شک نہیں کرنا چاہئے، دو کشف اس کے ایسے ہیں لیکن دونوں کشفوں سے مرزا کا اور مرزائیوں کے مقام کا پتہ چلتا ہے کہ جو اس کو مانتے ہیں وہ بندر اور خنزیر ہیں یہ تو خود مرزا کہتا ہے، جب ہم اس قسم کی باتیں سناتے ہیں پھر کہتے ہیں جی کیا تھا دس گالیاں دی تھیں ہم تو مرزا کی سنارہے ہیں ناں، ہم خود تو گالیاں نہیں دے رہے ناں، اور جناب وہ جیسے سب کو پتہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام نے استنجاء بھی نہیں کرنے دیا کہ خبیث اس طرح گندے کو گندے طریقے سے ہلاک کر کے اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے تو یہ ایک ایسا فتنہ ہے جس کو سمجھنا کوئی مشکل نہیں اور ان کا کفر جو ہے باقی سارے کافروں سے بدتر کفر ہے، کیونکہ عیسائی، مجوسی، وغیرہ وہ کسی (معاذ اللہ) حضرت محمد ﷺ کو کرسی سے اٹھا کر کسی اور کو بٹھانے کے لئے تیار نہیں، ان کا کفر صرف اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لانا ہے اور قادیانیوں نے باقاعدہ محمد رسول اللہ بناڈالا وہ بھی کہتا ہے:

منم مسیح زماں منم کلیم خدا
منم محمد احمد کہ مجتبیٰ باشد

تو بہرحال بھاگتے ہی ایک طرف ہیں۔ میں نے بہت ان کو سمجھایا یہ جب بھی آئیں گے جی حیاتِ مسیح پر بات ہوگی، وفاتِ مسیح پر بات ہوگی، میں کہتا ہوں کہ بھائی عیسیٰ علیہ السلام سے ان کے حیاتِ مسیح پر بہت کچھ لکھا گیا ہے، اب ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے مسیح کی حیات و وفات پر بات ہو جس کو آپ مسیح مانتے ہیں اور میں لکھ دیتا ہوں کہ اس کی حیات بھی لعنتی حیات تھی اس کی موت بھی لعنتی موت تھی، آیئے اس موضوع پر بات کریں، اگر یہی موضوع آپ کو بڑا پسند ہے تو چلو اسی موضوع پر بات کریں لیکن آپ اپنے مسیح کی بات کریں دوسروں کی پھر کر لیں گے بعد میں، تو قطعاً اس بات پر آنے کو تیار نہیں ہوتے۔ کیونکہ پھر ہم وہ لے لیتے ہیں نا جو مرزا نے نشانیاں لکھی ہیں خود مسیح علیہ السلام کی۔ ایک ایک پوچھتے جاتے ہیں کہ یہ ثابت کر دو کہ مرزا میں یہ نشانیاں تھیں، لیکن نہ مرزا کی حیات پر بحث کرتے ہیں نہ موت پر جیسا میں نے شروع میں بتایا کہ مرتدوں کے سامنے خدا نے اس کو ذلیل کیا ہے۔ عبداللہ آتھم کے سامنے، انوار الاسلام میں لکھتا ہے کہ جس دن یہ دن گزرا سب عیسائیوں نے جلوس نکالے، انوار الاسلام میں لکھا ہے کہ میں بیٹھا تھا بڑا پریشان، کفر ناچ رہا تھا گلیوں میں، اسلام کا مذاق اڑایا جا رہا تھا کہ ایک فرشتہ نازل ہوا جو سر تا پا خون میں لتھڑا ہوا تھا تو میں بھی اس کو دیکھ کر حیران ہو گیا، میں نے پوچھا کیا بات ہے، کہتا ہے آج آسمان پر بھی سارے فرشتے ماتم کر رہے ہیں۔ آگے اسی کتاب کے چند صفحے آگے جا کر لکھتا ہے جو اس پیش گوئی کو جھوٹا کہتا ہے اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے تو اس کو یہ نہیں پتہ کہ میں نے پچھلے صفحے پر کیا لکھا ہے اگلے صفحے پر کیا لکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ اس فتنہ سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے۔ آمین۔

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ○